بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مولانا امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ

ظفر الاسلام اصلاحی

وہ شخصیات کتنی عظیم، بابرکت و قابلِ قدر ہوتی ہیں جنھیں قرآن کریم سے والہانہ لگاؤ ہو، جن کی علمی مصروفیات کا محور قرآنی علوم و معارف کی اشاعت ہو اور جن کی عمر عزیز کا بیشتر حصہ اسی کتابِ ہدایت کی خدمت میں بسر ہو۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ جنھوں نے سات دہائی سے زیادہ کا عرصہ قرآن کریم کی خدمت میں صرف کر کے ۱۵ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا بجاطور پر ایسی نادر شخصیات کے زمرہ میں شامل کیے جانے کے مستحق ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ اس عظیم دانشگاہ (مدرسۃ الاصلاح) کے نامور فرزند تھے جس کا اختصاص قرآنِ مجید کی محققانہ تعلیم اور جس کی بنیادی غرض وغایت طلبہ میں قرآن و سنت سے گہری وابستگی پیدا کرنا ہے۔ وہ خاص طور سے قرآنیات کے اس چمنستان کے خوشہ چیں تھے جنھیں دنیا مولانا حمید الدین فراہیؒ کے نامِ نامی سے جانتی اور ترجمان القرآن کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ یہ مولانا مرحوم کی خوش قسمتی تھی کہ انھیں اس بابرکت شخصیت کی خصوصی تربیت نصیب ہوئی جن کی ذاتی زندگی قرآن و حدیث کی تعلیمات میں رچی بسی ہوئی تھی اور جن کی زبان و قلم ہمیشہ انہی کی تعبیر و تشریح و ترجمانی میں مشغول و منہمک رہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی اعظم گڑھ کے ایک معروف گاؤں بمہور میں ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ گاؤں کی ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا شبلی متکلم ندویؒ کی تحریک پر ۱۹۱۴ء میں مدرسۃ الاصلاح میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں وہاں کی تعلیم سے فارغ ہوئے۔ طالب علمی کے دوران ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور ان کے جوہر نکھارنے

میں ان کے دو استادوں مولانا شبلی متکلم ندویؒ و مولانا عبدالرحمٰن نگرامی ندویؒ کا سب سے زیادہ حصہ رہا ہے اور ان اساتذہ کے فیضِ صحبت کا ان کے یہاں خصوصی ذکر ملتا ہے۔ علم حدیث کے میدان میں محدث شہیر و عظیم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ سے استفادہ سے ان کی صلاحیتوں کو مزید جلا ملی۔ مدرسہ سے فراغت کے بعد ڈھائی تین سال کا عرصہ صحافت کے میدان میں گذرا۔ اس دوران وہ مدینہ، بجنور اور سچ اخبار لکھنؤ کے ادارتی امور میں معاونت کے فرائض انجام دیتے رہے اور مضامین بھی لکھتے رہے ۱۹۲۵ء میں مولانا فراہیؒ کی ایما پر صحافت کی مصروفیات کو تیاگ کر مدرسہ پر چلے آئے، یہاں تدریسی مشغلہ کے علاوہ مولانا فراہیؒ سے استفادہ کا سلسلہ جاری رہا۔ تقریباً ۵، ۶ سال تک انھوں نے اپنے ہم سبق مولانا اختر احسن اصلاحیؒ کے ساتھ استاد گرامی کے درسِ قرآن سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور عربی زبان و ادب اور بلاغت و معانی اور جدید فلسفہ کے میدان میں بھی ان سے کسبِ فیض کیا۔ خود مولانا فراہیؒ کی خصوصی عنایت و توجہ ان دونوں شاگردوں پر رہی، ان کی تربیت بالخصوص اُن میں قرآن فہمی کی صلاحیت اُجاگر کرنے میں استاد والاصفات نے گہری دلچسپی لی جس کے اثرات قرآن سے گہرے شغف، اس میں تدبر و تفکر میں مستقل انہماک اور قرآن فہمی کے ذوق و شوق کی شکل میں بہت ہی واضح طور پر ان کی شخصیت و علمی زندگی میں نمایاں ہوئے۔ مولانا فراہیؒ کے اِن دونوں ارشد تلامذہ نے اپنے استاد کے تشکیل کردہ خطوط پر مدرسۃ الاصلاح کی توسیع و ترقی کے لئے جو وقیع خدمت انجام دی اور اس کی علمی فضا کو پروان چڑھانے بالخصوص طلبہ و اساتذہ میں قرآنی ذوق کی نشو و نما اور ان کے ذہن و دماغ میں قرآنی فکر کے نفوذ و رسوخ کے لئے انھوں نے جو انتھک کوشش کی وہ مدرسہ کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ عہد طالب علمی کے بعد مولانا اصلاحی تقریباً ۱۸ برس (۱۹۲۵ء - ۱۹۴۳ء) مدرسہ سے وابستہ رہے۔ اس دوران مولانا فراہی سے کسبِ فیض کے علاوہ درس و تدریس، طلبہ کی تربیت، ترجمہ و تصنیف، خطابت و ادارت، جیسے مختلف مشاغل جاری رہے۔ ان سے یقیناً مولانا کی شخصیت کو نکھار اور ان کی علمی استعداد کو وسعت و استحکام ملا اور ان کی آئندہ علمی

وتحقیقی کاوشوں کے لئے مضبوط اساس فراہم ہوگئی۔

فکر فراہی کی اشاعت اور مسودات فراہی کی تصحیح وطباعت کے اہتمام کے لئے جب ۱۹۳۵ء میں دائرۂ حمیدیہ کا قیام عمل میں آیا تو مولانا امین احسن اصلاحیؒ اور مولانا اختر احسن اصلاحیؒ اس کے روح رواں رہے۔ مسودات کی تصحیح وترتیب ان کے رفیقِ درس کے سپرد ہوئی اور دائرہ کے کاموں کی عمومی نگرانی، مولانا فراہیؒ کی عربی مطبوعات کا اردو ترجمہ اور دائرہ کے ترجمان ماہنامہ "الاصلاح" کی ادارت خود ان کی ذمہ داری قرار پائی۔ استاد گرامی کی عربی کتابوں کو اُردو میں منتقل کر کے مولانا اصلاحی نے اردو داں طبقہ کو قرآنیات کے ایک اہم ذخیرہ سے استفادہ کا موقع بہم پہونچایا۔ یہ بجائے خود ایک بہت بڑی قرآنی خدمت ہے۔ "الاصلاح" بھی قرآنیات کے ساتھ مخصوص تھا، گرچہ یہ مجلہ محض چار سال (۱۹۳۶-۱۹۳۹ء) تک جاری رہا لیکن اس مختصر مدت میں جو مضامین، مقالات وتبصرے اس میں شائع ہوئے وہ معیار ومواد کے اعتبار سے دینی وعلمی لٹریچر کا ایک قیمتی سرمایہ کہے جا سکتے ہیں۔ اس کا ایک ثبوت اس کے قرآنی مقالات کا مجموعہ ہے جو ادارہ علوم القرآن سے شائع ہو کر اہل علم سے شرفِ قبولیت پا چکا ہے۔ اپنی تحریروں وتقریروں کے ذریعہ مولانا اصلاحی نے نہ صرف یہ کہ فکر فراہی کی بہترین تشریح وترجمانی کی بلکہ اسے اپنی زندگی کے مشن کے طور پر اپنایا اور سچ یہ ہے کہ "صاحب فکر" کے شاگردِ رشید ہونے کا حق ادا کر دیا۔ ۱۹۵۸ء میں مولانا اختر احسن اصلاحیؒ کے انتقال کے بعد مولانا اصلاحی نہ صرف فکر فراہی کے امین بلکہ اس کے سب سے بڑے شارح وترجمان بھی تسلیم کیے جاتے رہے واقعہ یہ ہے کہ آج ہند وبیرونِ ہند اہل علم کا ایک اچھا خاصا طبقہ مولانا اصلاحی کے دروس، کتب ومضامین کے توسط سے ہی مولانا فراہی کی شخصیت، ان کے مخصوص منہج، تفسیر اور قرآنی علوم کے میدان میں ان کے عظیم الشان کارناموں سے متعارف ہو سکا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ مرحوم دین کا درد رکھتے تھے اور دعوتِ دین کے جذبہ سے سرشار تھے۔ مدرسۃ الاصلاح سے وابستگی کے زمانہ سے ہی اصلاحِ معاشرہ کے

کاموں میں (جو مدرسہ کے بنیادی مقاصد میں شامل تھے) نہایت سرگرمی سے شریک رہے مدرسہ پر دوران قیام ہی میں وہ نامور اسلامی مفکر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے مذہبی و سیاسی افکار اور دعوتِ دین کے لئے ان کے تشکیل کردہ پروگرام سے متعارف ہوئے اور اگست ۱۹۴۱ء میں جب جماعتِ اسلامی کا قیام عمل میں آیا تو اس میں شمولیت اختیار کی۔ بانیِ جماعت نے تحریکِ اسلامی کے میدان میں ان کی صلاحیتوں کو بخوبی بھانپ لیا تھا۔ اس لئے انھیں نہ صرف جماعت کے رکن رکین کا مقام ملا بلکہ نائب امیر اور قائم مقام امیر کی ذمہ داریاں بھی سپرد ہوئیں۔ مولانا مودودیؒ کی طلب پر وہ ۱۹۴۳ء میں جماعت کے صدر دفتر دارالاسلام پٹھان کوٹ منتقل ہوگئے اس کے بعد بھی وطن آنے جانے کا سلسلہ برابر قائم رہا لیکن تقسیم ہند کے بعد یہ ممکن نہ رہا اور انھوں نے مستقلاً پاکستان میں سکونت اختیار کرلی اور جب جماعت کا مرکز لاہور منتقل ہوا تو یہی شہر ان کا مسکن بن گیا۔ وہ مولانا مودودیؒ کی قیادت میں جماعت کی سرگرمیوں میں پوری توجہ و تندہی سے شریک رہے۔ امیر محترم کے ساتھ انھوں نے ڈیڑھ دو سال (۱۹۵۳ - ۱۹۵۵) قید و بند کی زندگی بھی گذاری۔ لیکن جماعت اسلامی سے ان کی گہری وابستگی اور مولانا مودودی کی دیرینہ رفاقت اس وقت ختم ہوگئی جب انتخابی سیاست میں جماعت کی شرکت اور بعض دوسرے مسائل پر ان سے اختلاف کی وجہ سے انھوں نے جنوری ۱۹۵۸ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کرلی۔

مولانا امین احسن اصلاحی تقریباً ۱۶، ۱۷ برس جماعت اسلامی کے کاموں میں پوری طرح مصروف رہے لیکن اس دوران بھی قرآن کریم میں تدبر و تفکر کا سلسلہ جاری رہا اور جب بھی انھیں کچھ موقع ملا تو اپنے بنیادی کام (تفسیر قرآن) کے لئے یکسو ہوگئے۔ ایام اسیری میں انھوں نے "تدبر قرآن" کی تالیف کا خاکہ مرتب کیا اور اس نہج پر کام کا آغاز کیا۔ ان سب کے علاوہ اہم بات یہ کہ تحریک اسلامی کے کاموں میں وہ بنیادی رہنمائی قرآن ہی سے حاصل کرتے رہے اس موضوع پر ان کی معروف کتاب "دعوت دین اور اس کا طریق کار" اسی حقیقت کی غماز ہے۔ اسی طرح جماعت اسلامی سے علیحدگی کے بعد بھی دعوت دین کے کاموں سے ان کی دلچسپی بدستور

برقرار رہی اور اس فریضہ کو وہ مختلف طریقوں سے انجام دیتے رہے۔ تحریر وتقریر کے ذریعہ قرآنی احکام وتعلیمات کی تشریح وترجمانی، قرآن وحدیث کے دروس وخطبات کے توسط سے لوگوں کا ان سے تعلق مضبوط کرنے کی کوشش اور جدید تعلیم سے بہرہ مند لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت اسی نوع کی سرگرمیوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سب میں سب سے زیادہ توجہ انھوں نے تفسیر (تدبر قرآن) لکھنے پر صرف کی۔ اس کی اولین قسطیں "المنبر" (لائل پور) میں شائع ہوئیں اور جب جون ۱۹۵۹ء سے انھوں نے "میثاق" کے نام سے خود اپنا رسالہ جاری کیا تو تفسیر کی قسط وار اشاعت کے علاوہ یہی رسالہ ان کی تمام تحقیقات وتخلیقات اور دینی ودعوتی سرگرمیوں کا ترجمان بن گیا یہ سلسلہ ۱۹۶۶ء تک جاری رہا یہاں تک کہ بعض مسائل کی وجہ سے مولانا نے اس کی ادارت واشاعت اپنے ایک قدیم رفیق ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے حوالہ کر دی۔ باقاعدہ کتابی صورت میں تفسیر کی طباعت ۱۹۶۷ء سے شروع ہوئی اور ۸ جلدوں میں اس کی پہلی اشاعت فاران فاؤنڈیشن، لاہور سے ۱۹۸۰ء میں مکمل ہوئی، بعد میں اس کے ایڈیشن نو جلدوں میں نکلے اور اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ہندوستان میں تاج کمپنی، دہلی سے بھی یہ تفسیر شائع ہو چکی ہے۔ مختلف موضوعات پر مولانا مرحوم کی دو درجن سے زائد کتابیں اور سینکڑوں مقالات ومضامین شائع ہو کر دینی وعلمی حلقوں میں مقبولیت کے مقام تک پہنچے لیکن تصنیفی وتالیفی میدان میں "تدبر قرآن" کو بجا طور پر ان کا سب سے عظیم الشان کارنامہ یا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ جدید دور کی اردو تفاسیر میں اسے ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسے ان دینی وعلمی حلقوں میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جہاں مولانا اپنی بعض تفسیری آرا کی وجہ ہدفِ تنقید بنے ہیں۔ قرآن کے پیغام کو ہر ممکنہ وضاحت کے ساتھ عصری اسلوب میں پیش کرنے، قرآن فہمی کی راہ ہموار کرنے اور جدید ذہن کو اس کتابِ ہدایت سے قریب لانے کے اعتبار سے اس

تفسیر کی اہمیت وافادیت کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا ہے۔

جامعیت، زبان کی سلاست، انداز بیان کی جدت و دل کشی اور آیات کے معنی ومفہوم کی وضاحت میں انتہائی شرح وبسط کے علاوہ تدبر قرآن کا خاص امتیاز نظمِ قرآن کے پہلو کو نمایاں کرنا ہے۔ مولانا مرحوم کے استاد گرامی مولانا فراہی تفسیرِ قرآن کے باب میں نظم قرآن کو بہت اہمیت دیتے تھے اور فہم قرآن کی راہ میں وہ اس کے کلیدی کردار کے قائل تھے۔ وہ اس فکر کے پرزور داعی تھے کہ قرآن کریم شروع سے آخر تک بلحاظ سورہ اور بلحاظ آیات بھی ایک مرتب، مربوط ومنظم کلام ہے۔ ہر سورہ میں ایک مرکزی مضمون (عمود) پایا جاتا ہے اور سورہ کی تمام آیات اس مرکزی مضمون کی توضیح وتشریح کرتی ہیں اور باہم دگر اس طرح مربوط ہیں کہ ہر سورہ ایک مکمل وحدت معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر سورہ کا ماقبل ومابعد کی سورہ سے ایک فطری ربط ومناسبت ہے اور تمام سورتیں مضمون کے اعتبار سے ایک دوسرے سے اس طرح منسلک ہیں کہ پورا قرآن ایک وحدت بن جاتا ہے۔ مولانا فراہیؒ کا خیال تھا کہ نظم کے اس اصول کی روشنی میں قرآن میں غور وخوض سے اس کے گنجینۂ معارف وحِکَم تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ اسی نہج پر انھوں نے عربی زبان تفسیر لکھنی شروع کی تھی جسے وہ مکمل نہ کر سکے۔ ان کے شاگرد رشید نے "تدبر قرآن" میں نظمِ قرآن کے اصول کو پوری طرح برت کر ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ جس خوش اسلوبی سے انھوں نے یہ اہم ومشکل کام پایۂ تکمیل کو پہنچایا وہ بلاشبہ قرآن کریم میں ایک طویل عرصہ تک تدبر وتفکر، فنِ تفسیر وقرآنی علوم میں مہارت، قرآنیات سے ان کے گہرے شغف اور ترجمان القرآن مولانا فراہیؒ سے بھرپور استفادہ کی واضح دلیل ہے۔ تدبر قرآن کو اپنی گوناگوں خصوصیات کے باعث بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔ ۱۹۸۳ء میں پروفیسر مستنصر میر نے مشی گن یونیورسٹی (امریکہ) سے اس تفسیر پر پی، ایچ ڈی مکمل کی۔ ان کا یہ تحقیقی مقالہ Coherence in the Quran-A Study of Islahi's concept of Nazm in Tadabbur-i-Quran کے نام سے امریکن ٹرسٹ پبلیکیشنز

انڈیاناپولس INDIANAPOLIS (انڈیانا، امریکہ) سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوچکا ہے۔ مزید برآں ہند و بیرون ہند کی بعض جدید جامعات میں اس وقت بھی تدبر قرآن پر ریسرچ کا کام جاری ہے اور میری اپنی معلومات کے مطابق بعض تحقیقی مقالے تکمیل کے مرحلہ میں ہیں۔

"تدبر قرآن" کے علاوہ مولانا امین احسن اصلاحی کی مطبوعہ تصانیف میں درج ذیل خصوصی ذکر کی مستحق ہیں: حقیقتِ شرک، حقیقتِ توحید، حقیقتِ نماز، حقیقتِ تقویٰ، تزکیۂ نفس، تفہیم دین، دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، مبادی تدبر قرآن، مبادی تدبر حدیث، اسلامی قانون کی تدوین، اسلامی ریاست، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام، پردہ اور قرآن، ذمیوں کے حقوق، شہریت کے حقوق اور فرائض، فلسفے کے بنیادی مسائل قرآن حکیم کی روشنی میں، مقالات اصلاحی (جلد اول)۔

ان کتابوں کے مختصر تعارف کی بھی یہاں گنجائش نہیں، لیکن اس جانب اشارہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس موضوع پر بھی مولانا نے قلم اٹھایا اس سے متعلق قرآنی فکر کی ترجمانی کو سب سے زیادہ اہمیت دیا۔ اور احادیثِ نبوی سے متعلق قرآنی تشریح کر کے اپنے مباحث کو مزید مستحکم و مدلل بنایا۔ صحافت سے بھی مولانا کا گہرا تعلق رہا ہے بلکہ ان کی عملی زندگی کا آغاز ہی اسی مشغلہ سے ہوا، اس میدان میں بھی ان کے جوہر خوب نمایاں ہوئے جیسا کہ مدینہ، سچ، الاصلاح، میثاق، تدبر، ترجمان القرآن معارف والفرقان میں شائع شدہ ان کے اداریے، مضامین و تبصرے اس کے شاہد ہیں۔ اس ضمن میں بھی قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان کی صحافتی، اداراتی و مقالہ نگاری کی صلاحیتیں خاص طور سے قرآن و حدیث کے مباحث کی تشریح و ترجمانی، علمِ دین کی اشاعت اور دعوتِ دین کے کاموں میں صرف ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا اصلاحی مرحوم کو تحریر کے ساتھ درس و خطابت کا بھی بہترین ملکہ عطا کیا تھا اور یہ بھی دینی و علمی کاموں میں خوب استعمال ہوا۔ مولانا کی درس و تدریس کی مصروفیت مدرسۃ الاصلاح میں ۱۹۲۵ء میں شروع ہوئی تو کسی نہ کسی صورت میں آخر عمر تک جاری رہی۔ اسی طرح خطابت کے میدان میں ان کے جوہر

زمانۂ طالب علمی سے ظاہر ہوئے تو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اور نمایاں ہوتے چلے گئے۔ مدرسہ کے مختلف پروگرام ترک موالات و خلافت تحریک کے جلسوں اور جماعت اسلامی کے اجتماعات میں ان کی تقریروں کی مقبولیت و اثر آفرینی کا جو بیان ملتا ہے وہ ان کی شانِ خطابت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ انھوں نے بعد میں خاص طور سے قرآن و سنت کی روشنی میں نوجوانوں اور جدید ذہن رکھنے والوں کی ذہنی و فکری تعمیر اور لوگوں میں دینی جذبہ کی بیداری کے لئے اس خداداد صلاحیت سے کام لیا۔ اور ۱۹۶۰ء کے بعد اس کام پر زیادہ توجہ دی۔ تفسیر "تدبر قرآن" کی تالیف کے ساتھ یہ اہم کام بھی جاری رہا اور ۱۹۶۱ء میں باقاعدہ "حلقۂ تدبر قرآن" قائم کرکے اسے مزید آگے بڑھایا۔ اس حلقہ کے تحت انھوں نے منتخب باصلاحیت وذی استعداد طلبہ کے لئے قرآن و حدیث کے درس اور عربی زبان کی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔ اس پروگرام کا خاص مقصد یہ تھا کہ ایسے افراد تیار کیے جائیں جو دینی بصیرت کے ساتھ موجودہ حالات پر نظر رکھنے والے ہوں یا جدید دور کے تقاضوں کو سمجھنے کے ساتھ دینی علوم سے بھی بخوبی آراستہ ہوں۔ قرآنی خطوط پر ذہنی و فکری تعمیر اور افراد سازی کے اعتبار سے "حلقہ تدبر قرآن" کی سرگرمیاں بہت مفید ثابت ہوئیں۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء جب اس کو وسعت دے کر ایک مستقل ادارہ (ادارہ تدبر قرآن و حدیث) قائم کیا گیا تو اس ادارہ کے کاموں میں حلقہ تدبر قرآن" کے تربیت یافتہ افراد ہی مولانا کے دست و بازو بنے۔ اس ادارہ کے تحت ایک طویل عرصہ تک مولانا کے ہفتہ وار درس کا سلسلہ جاری رہا تدبر قرآن کی تکمیل کے بعد انھوں نے درس حدیث پر خاص توجہ دی اور اس کے لئے موطا امام مالکؒ اور صحیح بخاریؒ کو پیش نظر رکھا۔ اس پروگرام کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مختلف مشاغل سے وابستہ لوگ بالخصوص جدید تعلیم یافتہ حضرات کثیر تعداد میں اس میں مشتاقانہ شریک ہوتے۔ گرچہ پیرانہ سالی اور اضمحلال قویٰ کے باعث مولانا کے درس کا سلسلہ ۱۹۹۳ء میں منقطع ہوگیا تھا لیکن ان کے خاص تلامذہ درس کا یہ مفید سلسلہ جاری رکھ کر ایک بہت بڑی دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جس محنت ولگن اور پابندی کے ساتھ مولانا اصلاحی مرحومؒ

نے درس قرآن وحدیث کے سلسلہ میں سہا برس جاری رکھا اور اس کے ذریعہ عوام و خواص میں قرآن و سنت کے ساتھ وابستگی کی جو عمومی فضا تیار کی اور ہدایت کے ان بنیادی ماخذ سے لوگوں کا تعلق مضبوط کرنے کے لئے انھوں نے جو انتھک کوشش کی وہ یقیناً دین کی بہت بڑی خدمت ہے اور دعوت دین اور اصلاحِ معاشرہ کے کاموں سے ان کی گہری وابستگی کی روشن دلیل ہے۔ مزید براں ادارہ تدبر قرآن وحدیث کے دائرہ کار میں اہم موضوعات پر قرآن و سنت کی روشنی میں علمی و تحقیقی کتب کی تیاری و اشاعت اور ایک رسالہ کا اجرا بھی شامل رہا ہے۔ اس کے ترجمان ماہنامہ تدبر کی اشاعت ۱۹۸۱ء سے بدستور جاری ہے۔ مولانا فراہی کے افادات، مولانا اصلاحی کے مقالات، دروس کی تفصیلات اور ارکان ادارہ کی تحقیقات و نگارشات خاص طور سے اس رسالہ کی زینت بنتی رہی ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔ تدبر قرآن کی تکمیل کے بعد مولانا نے درسِ حدیث کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ادھر چند برسوں سے تدبر میں "تدبر حدیث" کے عنوان سے اس درس کی قسط وار اشاعت کا سلسلہ جاری ہے جو کہ فی اہمیت و افادیت رکھتا ہے۔

مختصر یہ کہ طالب علمی و تدریسی، تصنیفی و تالیفی، صحافتی و اداراتی، تحریکی و تذکیری ہر میدان میں مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی شخصیت نمایاں رہی ہے اور اس سے اہم یہ کہ انھوں نے ہر شعبۂ حیات میں قرآن و سنت سے اپنا تعلق مضبوط رکھا اور ان سے دوسروں کا تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ مدرستہ الاصلاح سے فراغت کے بعد تقریباً ۷۵ سال تک وہ مختلف الجہات مصروفیات سے منسلک رہے لیکن ان سب میں قدرِ مشترک دینِ متین کی دعوت اور علوم اسلامیہ بالخصوص علم قرآن کی اشاعت تھی۔ ان کی علمی مصروفیات کا سب سے امتیازی وصف یہ رہا ہے کہ ہر مسئلہ و ہر معاملہ میں انھوں نے قرآنی فکر کی تشریح و ترجمانی کو مقدم رکھا اور اسی فکر کو عام کرنے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو وقف کر دیا۔ اس طرح یقینی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی عمر عزیز تقریباً ۹۴ برس کا بیشتر حصہ کتاب الٰہی کی خدمت میں گذرا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور استاد گرامی کے فیض صحبت سے انھیں کتابِ عزیز سے جو

قربت نصیب ہوئی تو زندگی کے ہر موڑ پر اسی کو انھوں نے اپنا مشعلِ راہ بنایا اور آزمائشوں وفتنوں سے بھری اس دنیا میں اسی کو اپنا بہترین رفیق ومونس سمجھا۔

اس میں شبہ نہیں کہ مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے اولاد واعزہ، تلامذہ و فیض یافتگان، مادرِ علمی ودائرہ حمیدیہ، کتب ورسائل، مضامین ومقالات، اداریے وتبصرے کی صورت میں بہت سی قیمتی یادگاریں چھوڑی ہیں لیکن ان سب کے علاوہ سب سے قیمتی چیز جو مولانا نے چھوڑی ہے وہ ان کی ذاتی وعلمی زندگی کا یہ سبق ہے کہ قرآن وسنت سے تعلق کو مضبوط کیا جائے اور انہی کے زریں اصولوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں جاری وساری کیا جائے۔ درحقیقت یہی شاہراہ فوز وفلاح ہے، یہی وسیلۂ نجاتِ اخروی ہے اور یہی ذریعہ راحتِ ابدی ہے۔

[اللہ تعالیٰ مولانا اصلاحی مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، انھیں جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہم سب کو ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی]

ظفر الاسلام اصلاحی

۲۸-۳-۱۹۹۸ء

تالیفات امام حمید الدین فراہیؒ

	روپے	پیسے
1- مجموعہ تفاسیر فراہی	264	00
2- حکمت قرآن	75	00

تالیفات مولانا امین احسن اصلاحی

	روپے	پیسے
1- تدبر قرآن : (9 جلد)	2376	00
: (فی جلد)	264	00
2- مبادی تدبر قرآن	87	00
3- مبادی تدبر حدیث	72	00
4- حقیقت شرک و توحید	105	00
5- حقیقت نماز	45	00
6- حقیقت تقویٰ	45	00
7- تزکیہ نفس : جلد دوم	87	00
8- دعوت دین اور اس کا طریق کار	90	00
9- اسلامی قانون کی تدوین	60	00
10- اسلامی ریاست میں فقہی اختلافات کا حل	60	00
11- اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام	87	00
12- قرآن میں پردے کے احکام	10	00
13- فلسفے کے بنیادی مسائل قرآن حکیم کی روشنی میں	90	00
14- تفہیم دین	72	00
15- مقالات اصلاحی : جلد اول	114	00

فاران فاؤنڈیشن

122 - فیروز پور روڈ، اچھرہ، لاہور- 54600 - پاکستان
فون = 7595200